

استعمال جن میں الکوحل شامل ہو جائز ہے۔ مفتی دارالعلوم دیوبند مفتی نظام الدین فرماتے ہیں: ابتدائی دور میں الکوحل شراب کا جو ہر یا پھر شراب کی تلچھٹ ہوتا تھا، اس لیے فقہانے اُسے شراب کے ذمے میں شمار کر کے اس کو ناپاک اور حرام قرار دیا تھا اور اس کے عمومی اور دوا میں استعمال کو ناجائز قرار دیا تھا۔ مگر اب الکوحل سائنٹفک طریقے سے بننے لگی ہے۔ اس طرح وہ شراب نہیں رہتی بلکہ سر کے حکم میں آجاتی ہے اس لیے اس کا استعمال جائز ہے۔“ البتہ اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ الکوحل شراب کا جو ہر یا تلچھٹ ہے تو پھر اس کا استعمال ممنوع ہوگا۔

مولانا گوہر رحمن فرماتے ہیں: الکوحل خود نشہ آور اور حرام ہے لیکن دواؤں میں استعمال ہونے والی الکوحل سے نشہ آور مادہ کی یسانی عمل کے ذریعے ختم ہو جاتا ہے۔ فقہا کی تصریح کے مطابق شراب سے اگر سرکہ بنا لیا جائے تو اس کا استعمال جائز ہے۔ ناپاک تیل، ناپاک چربی اور مردار کی چربی سے جو صابن بنایا جائے وہ انقلابِ ماہیت کے سبب پاک ہے۔ اسی طرح الکوحل ملی ہوئی دوائیوں کا استعمال بھی جائز ہونا چاہیے۔

شراب کی اصل حقیقت نشہ آور ہونا ہے، دواؤں میں ملانے سے نشہ آور ہونے کی خاصیت اڑگئی تو شراب ہونے کی خاصیت بھی ختم ہوگئی اور صفت بدلنے سے حکم بھی بدل گیا۔ (تفسیر المسائل، ج اول، ص ۲۶۴)

لہذا آپ ہیومیوپیتھی طریقہ علاج کو شرح صدر کے ساتھ جاری رکھیں۔ ہیومیوپیتھی دوائیں تیار کرنا، ان کا استعمال اور ان کی خرید و فروخت، سب جائز ہے۔ (مولانا عبدالملک)

### زکوٰۃ کی رقم سے اسکول کی تعمیر

س: ایک تحریکی ساتھی نے غزالی ایجوکیشن ٹرسٹ کے زیر انتظام اپنے ہاں عصری تعلیم کے لیے ایک اسکول بنوایا ہے۔ غزالی ایجوکیشن ٹرسٹ اپنے طور پر مختیر حضرات سے مرکزی اور صوبائی سطح پر زکوٰۃ، صدقات، اعانت اور چرم قربانی وصول کرتا ہے، جب کہ مذکورہ بالا تحریکی بھائی نے دارالقرآن اور لکھنات للبنات کے نام سے رسیدیں بخوارکھی

ہیں اور تحریکی قائدین سے اپنے کام کو بڑھانے کے لیے تزکیہ بھی لے رکھا ہے۔ مگر موقع پر نہ دارالقرآن کا وجود ہے اور نہ المحسنات للبنات کا۔ وضاحت فرمائیے: کہ

۱- کیا ایک ادارے کی رقم دوسرے ادارے پر خرچ ہو سکتی ہے؟

۲- کیا مخیر حضرات کی رقوم جو کہ خالصتاً دینی امور پر خرچ کرنے کے لیے دی جاتی ہیں غزالی اسکول کی تعمیر و ترقی پر خرچ ہو سکتی ہیں؛ جب کہ طلبہ و طالبات سے داخلہ فیس اور مناسب ماہانہ ٹیوشن فیس بھی وصول کی جاتی ہے؟

واضح رہے کہ مخیر حضرات اپنی رقوم دیتے وقت تخصیص بھی کرتے ہیں کہ اتنی رقم دارالقرآن کے لیے اور اتنی رقم المحسنات للبنات کے لیے مختص ہے۔

قرآن و سنت کی روشنی میں جواب دے کر یہ بھی صراحت فرمائیے کہ ایسا کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

ج: زکوٰۃ کے مصارف قرآن پاک میں متعین کر دیے گئے ہیں۔ ان میں تبدیلی کی گنجائش نہیں ہے۔ ان مدت میں ۱- فقرا، ۲- مساکین، ۳- عاملین زکوٰۃ، ۴- تالیف قلب، ۵- غلاموں کو آزاد کرنا، ۶- غار میں، یعنی وہ لوگ جو قرض یا کسی دیگر مالی معاملے میں بوجھ تلے دبے ہوں، ۷- فی سبیل اللہ اور ۸- مسافر۔ (التوبہ ۹: ۶۰)

فی سبیل اللہ میں جہاد اقامت دین کی جدوجہد اور قرآن و حدیث کی تعلیم شامل ہے۔ لکھائی پڑھائی، اسکول، کالج اور یونیورسٹی کی تعلیم جو مسلمان اور کافر سب حاصل کرتے ہیں وہ فی سبیل اللہ میں شامل نہیں ہے۔ اس لیے غزالی اسکول زکوٰۃ کی رقم اپنی تعمیرات، اسکول کی ضروریات اور اساتذہ کی تنخواہوں وغیرہ کے لیے جمع نہیں کر سکتا۔

۲- جو رقم جس ادارے کے لیے حاصل ہو اسے اسی ادارے پر صرف کرنا لازم ہے اور اگر کوئی ادارہ موجود نہیں ہے اور اس کے نام پر زکوٰۃ جمع کر کے کسی دوسرے ادارے پر صرف کی جاتی ہے تو یہ بددیانتی اور خیانت کے زمرے میں آتا ہے۔ اس طرح کی برائی کافی الفور خاتمہ کرنا چاہیے۔ جو صاحب اس کے مرتکب ہوں ان کے لیے پہلا حکم تو یہ ہے کہ رقم واپس کریں تاکہ اسے اُس ادارے پر صرف کیا جائے جس کے لیے رقم اکٹھی کی گئی ہے۔ بصورت دیگر یہ رقوم دینے